نمبر ۲۷ | مورخہ یکم ستمبر ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ مطابق ۲۸ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ڈلہوزی سے کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی:۔

انور احمد خلف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو چند دن سے کھانسی اور بخار کی شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں:۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب آنکھ کے درد میں مبتلا ہو کر علاج کے لئے دہلی گئے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں:۔

۲۹ اگست بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں چوہدری حاکم علی صاحب نے ذکر حبیب پر تقریر کی:۔

تربیت جسمانی اور احمدیہ کور کے متعلق ضروری اعلان

حضرت مرزا شریف احمد صاحب ناظم تربیت جسمانی کی رپورٹ پر صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ انجمن کے تمام کارکن والنٹیر کور کے ممبر ہونگے۔ اور مہینہ میں کم از کم ایک دن اپنے فرائض منصبی کور کی وردی میں ادا کریں گے۔ نیز بیرونی جماعتوں کے امراء۔ پریذیڈنٹ۔ سکرٹری اور دیگر عہدہ دار بھی بلا لحاظ عمر کور کے ممبر ہونگے:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس فیصلہ کو منظور فرما لیا ہے۔ اور احمدیہ کور کو اپنی سرپرستی کے فخر سے بھی سرفراز کرنا منظور کر لیا ہے۔ ایسے کارکن جن کی عمر ۳۵ سال سے زائد ہے انہیں اجازت ہوگی۔ کہ وہ تمام پریڈوں میں شامل نہ ہوں۔ بلکہ ہفتہ میں صرف معائنہ سامان کی پریڈ میں شامل ہوا کریں۔

بیرونی جماعتوں کے امراء اور پریذیڈنٹ بحیثیت عہدہ مقامی کور کے افسر اعلیٰ ہونگے ہر مقام کی احمدیہ جماعتوں کو اپنے ہاں کور کی بھرتی شروع کر دینی چاہیئے۔ ۱۶ تا ۳۵ سال کی عمر کے مردوں کے لئے بھرتی لازمی ہوگی۔ ۳۵ سال سے زائد عمر کے اصحاب بھی اگر چاہیں۔ تو انہیں بھرتی کر لیا جائے۔ اور بوڑھے و عمر رسیدہ اصحاب کو چھوڑ کر باقی مردوں کی الگ فہرست تیار کی جائے۔ ان کے لئے اور انتظام زیر تجویز ہے:۔

کور میں جن اصحاب کو بھرتی کیا جائے۔ ان کی فہرست بہت جلد مرکز میں ارسال کر دی جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی حسب ذیل عہدوں کے لئے جن اصحاب کو موزوں سمجھا جائے۔ ان کے لئے سفارش کی جائے جہاں کور کے ایک سے تین تک دستے ہونگے۔ جن میں سے ہر ایک سات آدمیوں پر مشتمل ہوگا۔ وہاں ہر دستہ کا ایک افسر دستہ مقرر کیا جائیگا۔ جہاں چار دستے ہونگے۔ وہاں ایک پلٹون سمجھی جائیگی۔ جس میں ہر افسر دستہ کے علاوہ ایک افسر پلٹون اور ایک نائب افسر پلٹون مقرر کیا جائیگا۔ جہاں چار پلٹونیں ہونگی۔ وہاں ہر پلٹون کے مذکورہ بالا افسروں کے علاوہ ایک افسر کمپنی اور ایک نائب افسر کمپنی بنایا جائے گا:۔

ان سب امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے احباب جلد سے جلد فہرستیں حضرت میاں شریف احمد صاحب

تبلیغی رپورٹیں

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

بھوماں وڈالہ (امرتسر)

۱۹- جون جماعت احمدیہ بھوماں وڈالہ کا تبلیغی جلسہ زیر صدارت ڈاکٹر منیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امرتسر منعقد ہؤا۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری۔ مولوی نور احمد صاحب لودی ننگلی سید بہادل شاہ صاحب۔ چودہری غلام محمد صاحب۔ چودہری محمد عبدالحق صاحب نے تائید اسلام اور صداقت احمدیت پر تقریریں کیں جلسہ کے بعد مولوی محمد ابراہیم صاحب نے ایک غیر احمدی مولوی صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر مناظرہ کیا جس کا اچھا اثر ہؤا۔ جلسہ کا انتظام چودہری محمد دین صاحب نے بڑی خوبی سے کیا۔

گوکھووال (لائلپور)

۲۸- جولائی کو مولوی احمد خاں صاحب نے تبلیغ احمدیت اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لیکچر دیا۔ بعد ازاں اعتراضات کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔

لنڈی کوتل (پشاور)

مولوی محمد الطاف صاحب اور مولوی مسیح الدین احمد صاحب نہایت تن دہی سے کام رہے ہیں۔ ان ہر دو صاحبوں نے ۳۰- جولائی کو جمرود کا دورہ کیا۔ اور منشی عبدالوہاب صاحب کے مکان پر چند غیر احمدی اصحاب کو تبلیغ کی۔ اور پولیٹیکل نائب تحصیلدار صاحب کو علاوہ زبانی تبلیغ کے چند ٹریکٹ برائے مطالعہ دیئے۔

مولوی محمد ابراہیم صاحب نے بموجودگی چند مولوی صاحبان۔ اور کئی ایک غیر احمدی صاحبان درس قرآن مجید دیا۔ علاوہ ازیں مرزا محمد یوسف صاحب۔ عمر حیات صاحب۔ رجب علی صاحب احمد خاں صاحب بھی تبلیغ میں مصروف ہے۔

لائل پور

۶ر اگست۔ مولوی احمد خاں صاحب نسیم نے ایک جلسہ میں "اسلام زندہ مذہب ہے" کے موضوع پر اور عبدالواحد خاں صاحب سکرٹری تبلیغ نے "ابطال الوہیت مسیح" پر لیکچر دیا۔ نیز مسٹر حسن محمد صاحب نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ مسجد سامعین سے بھری پڑی تھی۔ لوگوں پر بہت اچھا اثر ہؤا۔

موگا (فیروزپور)

۱۳ر اگست کو مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری احمدی دوستوں کو مختلف مسائل پر نوٹ لکھواتے رہے۔ اور ۱۴ر اگست کو مولوی صاحب کے زیر صدارت انصار اللہ کا جلسہ ہؤا۔ جس میں شیخ یعقوب علی صاحب نے وفات مسیحؑ اور شیخ رحمت اللہ صاحب نے مسئلہ کفر و اسلام اور لعل محمد صاحب نے اجرائے نبوت پر تقاریر کیں۔

ملتان

۱۴ر اگست باغ لانگے خاں ملتان میں مسلمانوں کا ایک جلسہ ہؤا۔ سامعین کی تعداد تین ہزار تک تھی۔ ہندو مسلمان۔ اور سکھ سب موجود تھے۔ گیانی واحد حسین صاحب نے گورو بابا نانک رح کے مسلمان ہونے پر لیکچر دیا۔ جو مقبول عام ہؤا۔ مولوی عبدالاحد صاحب مہتمم تبلیغ علاقہ۔ اور منشی محمد بخش صاحب نے بھی تقاریر کیں۔ جن کا بہت عمدہ اثر ہؤا۔

"الفضل" کے وی پی آ رہے ہیں؟

الفضل نمبر ۲۳ مورخہ ۲۱ر اگست ۱۹۳۲ء کے صفحہ ۱۰- پر ان اصحاب کی فہرست دی جا چکی ہے۔ جن کا چندہ "الفضل" ۱۶ر اگست سے ۱۵ر ستمبر تک کسی ایک تاریخ کو ختم ہوتا ہے جن صاحبوں کی طرف سے قیمت پیشگی بذریعہ منی آرڈر یا محاسب یا دستی ۴ر ستمبر ۱۹۳۲ء تک وصول نہ ہوگی۔ ان کے نام ۷ر ستمبر ۱۹۳۲ء کو الفضل وی۔ پی کر دیا جائے گا۔ امید ہے۔ کہ یہ سب وی۔ پی وصول کر لئے جائیں گے۔ وی۔ پی ایک ہفتہ ڈاکخانہ میں امانت رہ سکتا ہے۔ وی۔ پی پر ۴/- ۵ر زیادہ دینے پڑتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ چندہ خود ہی بھجوا دیں۔

وی۔ پی انکاری آنے یا چندہ بروقت وصول نہ ہونے پر اخبار تا وصولی قیمت بند رہے گا۔ خریداروں کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ احباب کو توسیع اشاعت اور اپنی خریداری برقرار رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(مینیجر الفضل)

سرگودھا

مولوی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل ملتانی نے ۱۴ر اگست سرگودھا میں بحکر تنظیم مسلمانان اور ختم نبوت پر تقریر کی۔ ۱۵- اگست مستورات میں تربیت اولاد اور اخلاق پر تقریر کی۔ اسی روز ایک تقریر کالج کے طلباء میں توحید باریتعالیٰ۔ ابطال عیسائیت۔ احمدیت اور خدمت اسلام پر کی۔ علاوہ ازیں غیر احمدیوں کی مسجد کے امام سے صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر کامیاب تبادلہ خیالات ہؤا۔ نیز ایک تقریر غیر احمدیوں میں ختم نبوت پر کی۔

ٹھیکری والہ (گورداسپور)

۱۵- اگست ایک مولوی مسمی محمد امین نے ٹھیکری والا میں آ کر احمدیت کے خلاف زہر اگلا۔ ۱۶ر اگست مولوی عبدالرحمن صاحب انور بوتالوی اور مولوی محمد سلیم صاحب مناظرہ کے لئے گئے۔ مناظرہ میں فریق مخالف کو شکست فاش ہوئی۔

زیرہ (فیروزپور)

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے ۱۶ر اگست کی صبح کو نماز فجر کے بعد سورۃ والضحیٰ کی تفسیر بیان کی۔ بارہ اصحاب نے انصار اللہ میں داخل ہونے کے لئے نام لکھائے۔ ۱۷ر اگست مولوی صاحب نے موضع ملسیاں میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر فرمائی۔ ۱۸- کی صبح کو انصار اللہ کا ایک جلسہ ہؤا۔ جس میں انصار اللہ سے تقریریں کرائی گئیں۔

۱۹- کو خطبہ جمعہ میں مولوی صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر روشنی ڈالی۔

ضلع جالندھر

حاجی غلام احمد صاحب کریام نائب مہتمم تبلیغ نے دلچسپی سے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ ضلع جالندھر میں ۲۵- جون سے ۱۶ر اگست تک گیارہ تبلیغی جلسے ہوئے جن میں مولوی محمد حسین صاحب۔ مہاشہ محمد عمر صاحب۔ اور گیانی واحد حسین صاحب نے تقریریں کیں۔ ایک مباحثہ آریوں کے ساتھ ہؤا۔ تین اشخاص نے بیعت کی۔

کوٹلی ہرنرائن (سیالکوٹ)

۲۰ر اگست کی رات کو مقامی سکرٹری صاحب۔ اور مستری علی محمد صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریریں کیں۔ ۶- مسودہ رپورٹ میں انصار اللہ کا ایک جلسہ ہؤا۔ اور ان کو صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور وفات مسیح علیہ السلام کے مضامین کے نوٹ لکھوائے گئے۔ موضع بیٹھانوالی میں ایک سکھ صاحب کے کلمہ طیبہ پر اعتراضات کے جواب دیئے گئے۔ ۱۹ر اگست کو موضع کشتی پورہ میں علی احمد صاحب نے ارکان اسلام اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ نیز ۱۵- اگست کو نبی بخش صاحب۔ میراں بخش صاحب اور علی احمد صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور وفات مسیح ناصری وغیرہ پر تقاریر کیں۔

مظلومین کشمیر کیلئے چندہ ایک پائی فی روپیہ ماہوار دیا جائے

چندہ مظلومین کشمیر کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اقل ترین اخراجات کے لئے اس تحریک پر دو ہزار روپیہ ماہوار خرچ آتا ہے اگر ہماری جماعت کے دوست ایک پائی فی روپیہ ماہوار اپنے اوپر مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے لازم کر لیں۔ تو بھی کافی رقم جمع ہو سکتی ہے"

ضلع شاہ پور میں تبلیغی جلسے کی ... ضلع شاہ پور میں تبلیغی جلسوں کا مفصل پروگرام اگلے پرچہ میں شائع کیا جائے گا۔ فی الحال یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ... جلسے ہونگے۔ احباب ... کا میاب بنانے کی کوشش کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۲۷ | قادیان دار الامان مورخہ یکم ستمبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

یوم التبلیغ کس طرح منایا جائے

تمام احمدیوں کے لئے ضروری ہدایات

(از جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ)

یوم التبلیغ کے متعلق مجلس مشاورت ۱۹۳۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو فیصلہ فرمایا۔ وہ شائع ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یوم التبلیغ کے لئے ۸۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء کی تاریخ مقرر فرمائی ہے۔ اور یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اس دن مسلمانوں میں تبلیغ احمدیت کی جائے۔ لہذا احباب جماعت اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ کہ ۸ اکتوبر بروز ہفتہ جو تعطیل کا دن ہے۔ صبح سے لے کر شام تک نمازوں کھانے پینے اور ضروری حوائج کے اوقات نکال کر باقی تمام دن تبلیغ احمدیت میں صرف کریں۔ یہ تبلیغ انفرادی طور پر کی جائے گی۔ یعنی ہر احمدی تبلیغ میں مصروف ہو گا۔ یہ نہیں کہ جلسہ کر کے چند اصحاب سے تقریریں کرا دی جائیں۔

عہدہ داران تبلیغ کو چاہیئے۔ کہ وہ اس تحریک کے متعلق اپنی اپنی جماعتوں کے تمام افراد کو آگاہ کر دیں۔ اور ان سے اس دن تبلیغ کرنے کا وعدہ لے لیں۔ اور ہر احمدی کا حلقۂ تبلیغ مقرر کر دیا جائے۔ اور ہدایت کی جائے۔ کہ مندرجہ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک طریق کو تبلیغ کے لئے اختیار کر سکتے ہیں۔ پھر ان طریقوں میں سے جو طریق کوئی اپنے لئے پسند کرے۔ اس کے متعلق نوٹ کر لیا جائے۔

نیز تمام عہدہ داران کے لئے ضروری ہو گا۔ کہ وہ آٹھ اکتوبر کو اپنے اپنے حلقہ میں حاضر رہیں۔

۱۔ اپنے اپنے حلقہ میں لوگوں کو اکٹھا کر کے بذریعہ لیکچر تبلیغ احمدیت کی جائے۔

۲۔ اپنے ہاں غیر احمدیوں کو دعوت دے کر تبلیغ احمدیت کی جائے۔

۳۔ خود غیر احمدیوں کے ہاں جا کر ان کو تبلیغ کی جائے۔

۴۔ اگر کوئی دوست ہمت اور طاقت رکھتے ہیں۔ تو وہ زبانی تبلیغ کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت میں کچھ لٹریچر یا ٹریکٹ چھپوا کر مسلمانوں میں کثرت سے تقسیم کر کے دوہرا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

۵۔ اگر ۸۔ اکتوبر کو کسی صاحب کو سفر کرنا پڑے۔ تو سفر میں ہی تبلیغ احمدیت کی جائے۔

۶۔ جو دوست بیماری یا اسی قسم کے کسی اور مانع کی وجہ سے اس تبلیغ میں حصہ نہ لے سکتے ہوں۔ ان میں سے ذی استطاعت اصحاب ٹریکٹوں کی اشاعت کے ذریعہ اس ثواب میں شریک ہو سکتے ہیں۔

۷۔ عہدہ داران تبلیغ کے لئے یہ بھی ضروری ہو گا۔ کہ وہ احباب جماعت اور انصار اللہ سے تبلیغ کرانے کے لئے ان کو ابھی سے تیار کرنا شروع کر دیں۔ اور ان کو احمدیت کی صداقت میں دلائل۔ اور احمدیت پر اعتراضات کے جوابات یاد کرائے جائیں۔ اور ان سے لیکچر دلا کر انہیں بولنے کی مشق کرائیں۔

۸۔ یوم التبلیغ صبح سے شام تک منانے کے لئے زمینداروں ملازموں۔ تاجروں۔ اور مزدوروں میں سے کسی کا استثنا نہ ہو گا۔

۹۔ ہر جگہ کی لجنہ اماء اللہ بھی مسلمان عورتوں میں احمدیت کی تبلیغ کا انتظام کرے۔ جہاں لجنہ اماء اللہ قائم نہیں۔ وہاں کے عہدہ داران تبلیغ کے فرائض میں سے ہو گا۔ کہ وہ احمدی مستورات کے ذریعہ مسلمان عورتوں میں تبلیغ احمدیت کا انتظام کریں۔ جس طرح احمدی مرد مسلمانوں میں تبلیغ احمدیت کرنے کے ذمہ وار ہونگے۔ اسی طرح احمدی مستورات مسلمان عورتوں میں تبلیغ احمدیت کرنے کی ذمہ وار ہوں گی۔

۱۰۔ سکولوں اور کالجوں کے طلباء کو خصوصیت سے اس کام کی طرف توجہ دلائی جائے۔

۱۱۔ امراء کو بھی تبلیغ کرنے کا خاص خیال رکھا جائے۔

۱۲۔ یہ ضروری ہو گا۔ کہ عہدہ داران تبلیغ اپنی اپنی جماعت میں یوم التبلیغ کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ایک جلسہ کریں اور یہ ہدایات سب احباب کو سنا دی جائیں۔ اور فرداً فرداً سب احمدیوں سے کہا جائے۔ کہ وہ تبلیغ کے لئے جو طریق اختیار کرنا چاہیں اس کا ابھی سے فیصلہ کر کے لکھا دیں۔ پھر ۸۔ اکتوبر کو ان کی نگرانی کی جائے۔ کہ وہ اپنے معاہدہ کے مطابق کام کریں۔

۱۳۔ جہاں جہاں تنظیم ہو چکی ہے۔ وہاں کے نائب مہتمم تبلیغ ضلع بھر کی جماعتوں سے ہدایت ۱۲ کے مطابق فہرستیں بنوا کر بھجوانے کے ذمہ دار ہونگے۔ نائب مہتممان تبلیغ۔ انسپکٹران تبلیغ تحصیل کی معرفت فہرستیں طیار کرائیں گے۔ اور ہر تحصیل کے اندرونی سکرٹریان تبلیغ۔ انسپکٹران تبلیغ کے معاون بن کر اس کام کو عمدگی سے سرانجام دے کر عند اللہ اجر عظیم کے اپنے آپ کو مستحق بنائیں گے۔ اس تجویز کے مطابق ضلع بھر میں کام کرنے والے مردوں اور عورتوں کی تعداد اور یہ کہ وہ اس دن کس طریق سے اور کہاں کہاں تبلیغ کریں گے فہرست تیار کر لینی چاہیئے۔ اور یہ فہرست ۳۰۔ ستمبر ۳۲ء سے پہلے پہلے نظارت دعوت و تبلیغ کے مرکزی دفتر قادیان میں پہونچ جانی چاہیئے۔ اس فہرست کی ایک ایک نقل ضلع کے تبلیغی دفتر میں نائب مہتمم صاحب کے پاس بھی رہے گی۔ تاکہ وہ نگرانی کر سکیں۔

نائب مہتممان تبلیغ اس موقعہ سے یہ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں کہ ایک سرکلر میں جو یہ تحریک کی گئی ہے۔ کہ ۱۵۔ دسمبر ۳۲ء تک اپنے ضلع کے ہر مقام میں تبلیغ احمدیت کا حق ادا کیا جائے۔ وہ یوم التبلیغ والے دن اپنے انصار اللہ اور احمدی مردوں اور عورتوں کی تقسیم اپنے اپنے ضلع میں اس طریق سے کریں۔ کہ اپنے ضلع کے زیادہ سے زیادہ مقامات میں احمدیت کی آواز کو پہونچایا جا سکے۔

۱۴۔ جہاں ابھی تک تبلیغی تنظیم نہیں ہوئی۔ وہاں ہر جگہ کے عہدہ داران تبلیغ ۳۰۔ ستمبر سے پہلے پہلے مطلوبہ فہرست قادیان بھجوانے کے ذمہ دار ہونگے۔ اس قسم کی آمدہ فہرستوں کو مناسب طریق سے "الفضل" میں انشاء اللہ شائع کرا دیا جائے گا۔

۱۵۔ بیرونی مشنوں کے مبلغین اور عہدہ داروں کے لئے بھی ضروری ہو گا۔ کہ وہ بھی اپنے اپنے علاقہ کی ہر جماعت سے اس قسم کی فہرستیں بھجوانے اور پھر اس کے مطابق عملی طور پر کام کرانے کا انتظام کریں۔

نوٹ:۔ عام ہدایت کے لئے مختصر طور پر تبلیغ کے یہ طریق بتا دیئے گئے ہیں۔ لوکل حالات کے ماتحت ان میں مناسب تغیر و تبدل کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر بعض لوگوں کے پاس اس دن کے وقت پہنچنا مشکل ہو تو

مسلمانانِ ریاست جموں کے راہ نماؤں سے گزارش

قوموں کی زندگی میں وُہ وقت نہایت ہی نازک ہوتا ہے۔ جب اُن کے مبنی برحق وانصاف مطالبات کے آگے حکومت جھکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اور ظاہرہ طور پر اقرار کر لیتی ہے۔ کہ وُہ اپنے پہلے طریقِ عمل میں تبدیلی کر لے گی۔ کیونکہ اس وقت حکومت در پردہ اور خفیہ ریشہ دوانیوں کے ذریعہ حقوق طلب کرنے والی قوم میں اختلاف اور انشقاق پیدا کرکے چاہتی ہے۔ کہ جتنا عرصہ اور ممکن ہو پہلی روش جاری رکھ سکے ٭

آج کل مسلمانانِ کشمیر ان ہی حالات میں سے گزر رہے ہیں۔ اونہوں نے اپنے حقوق کے حصول کے لئے مردانہ وار جد وجہد کی۔ ہر قسم کی قربانیاں پیش کیں۔ اور آخر ریاست کو ان کے مطالبات کی اہمیت کو تسلیم کرنا پڑا۔ لیکن اب جبکہ ان مطالبات کے پورے ہونے کا وقت آیا مُسلمانوں میں افسوسناک فتنہ پیدا ہو رہا ہے اگرچہ اہلِ کشمیر اپنے عزم و ارادہ کے مقابلہ میں اس فتنہ کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوں۔ اور فتنہ کا موجب بننے والوں کی بے حقیقتی ان پر واضح ہو۔ تاہم اس میں کیا شُبہ ہے۔ کہ فریقِ مقابل کو اس سے بہت کچھ مدد مل سکتی ہے۔ اور مطالبات کے پورے ہونے میں مشکلات پیش آسکتی ہیں۔ پس مسلمانانِ کشمیر کو ہر ممکن طریق سے متحد رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے ٭

اس سے بھی زیادہ ضروری امر یہ ہے۔ کہ وُہ اصحاب جنہیں ریاست کے مسلمانوں کی راہ نمائی کا شرف حاصل ہے۔ اور جنہوں نے اس وقت تک کی جد وجہد میں قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔ اور ہر قسم کی تکالیف بخوشی برداشت کی ہیں۔ وُہ پہلے کی طرح مل کر اور ایک دوسرے کے مشورہ سے مسلمانوں کی راہ نمائی کریں۔ کہ طریق کامیابی یہی ہے ٭

حال ہی میں شیخ محمد عبداللہ صاحب نے مسلمانانِ ریاست جموں وکشمیر کے نمائندوں کی ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز کی ہے اب معلوم ہے۔ سردار گوہر الرحمٰن صاحب صُوبہ جموں کے مسلمانوں کی ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ کانفرنس کا منعقد ہونا تو ضروری ہے تا کہ مسلمان غور کر سکیں۔ کہ ان کی سابقہ قربانیاں کس طرح نتیجہ خیز ہو سکتی ہیں۔ اور آئندہ انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ کانفرنس ایسی ہو۔ جو تمام ریاست کے مسلمانوں کی نمائندہ ہو۔ اور جس میں وُہ تمام لیڈر شریک ہوں۔ جنہیں اپنے ایثار اور قربانی کے ذریعہ مسلمانوں کا اعتماد حاصل ہو چکا ہے۔ صُوبہ جموں وکشمیر ایک ہی ریاست کے دو صُوبے ہیں۔ اور ان میں رہنے والے مسلمان ایک ہی قسم کی تکالیف اور مشکلات میں مبتلا ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ یکجائی اور متحدہ طور پر حقوق طلبی کی کوشش نہ کی جائے۔ اور کوئی علیحدہ کانفرنس منعقد کی جائے ٭

ہمیں توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ سردار گوہر رحمٰن صاحب۔ اور جموں کے دُوسرے معزز راہ نما مسلمانانِ کشمیر کے راہ نماؤں شیخ محمد عبداللہ صاحب۔ خواجہ غلام محمد صاحب عشائی اور دیگر اصحاب سے مل کر کانفرنس کے انعقاد کا انتظام کریں گے۔ اور مسلمانانِ ریاست کے سامنے ایک متحدہ لائحہ عمل رکھا جائے گا ٭

ہندوؤں کی کامل اکثریت کے صُوبے

پنجاب میں مسلمانوں کو ۴۹ فیصدی نیابت ملنے پر ہندوؤں اور سکھوں نے بے حد شور مچا رکھا ہے۔ اور اسے وُہ مسلم راج اور فرقہ وارانہ حکومت قرار دے کر یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ پنجاب میں اس وقت تک امن قائم نہیں ہونے دیں گے۔ جب تک مسلمانوں کو ہندوؤں اور سکھوں کے مقابلہ میں اقلیت میں نہ کر دیا جائے۔ لیکن اس طرف سے انہوں نے بالکل آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ کہ وُہ صُوبے جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ وہاں ہندوؤں کو دیگر اقوام کے مقابلہ میں کس قدر زیادہ نیابت دی گئی ہے۔ اس وقت جو اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس کے رُو سے مدراس میں کونسل کے اندر ہندوؤں کی حیثیت ترکیبی ۸۰ فیصدی۔ صوبجات متحدہ میں ۶۷ فیصدی۔ بہار واڑیسہ میں ۸۰ فیصدی۔ صوبجات متوسط میں ۸۵ فیصدی ہوگی گویا ان صوبوں میں ہندوؤں کو ہر صُورت میں اکثریت حاصل رہے گی اور ان کا مکمل فرقہ وارانہ راج قائم ہوگا۔ اس کے مقابلہ میں صُوبہ سرحد میں مُسلمان ۶۰ فیصدی نشستیں حاصل کریں گے۔ لیکن یہ خیال کرتے ہُوئے کہ اس صُوبہ کا دار و مدار مرکزی حکومت کے ایک کروڑ روپیہ پر ہے۔ اس کے خود مختارانہ اختیارات وُہ نہیں ہونگے۔ جو مذکورہ بالا صوبوں میں ہندوؤں کو حاصل ہونگے۔ پنجاب میں انتہائی خوشگوار اندازہ کے مطابق ممکن ہے۔ کہ مسلمانانِ پنجاب ۵۲ فیصدی حقِ نیابت حاصل کر لیں۔ لیکن پھر بھی ان کے لئے سکھوں اور ہندوؤں سے اشتراکِ عمل ضروری ہوگا۔ ایسی حالت میں مسلمانانِ پنجاب کے حقوق کے خلاف شور مچانا جس قسم کی معقولیت پر مبنی ہے۔ وُہ ظاہر ہے ٭

اخباری تاروں کی شرح میں اضافہ کی تجویز

موجودہ کساد بازاری میں ہندوستان کے اخبارات خصُوصاً اُردو اخبارات کی حالت بہُت ہی نازک ہو رہی ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے۔ کہ محکمہ ڈاک اپنے خسارہ کو پورا کرنے کے لئے اس بات پر زور دے رہا ہے۔ کہ پریس کے تاروں کی شرح میں اضافہ کیا جائے۔ اور پوسٹل اکاؤنٹس کمیٹی نے اس تجویز کو منظور کر لیا ہے ٭

ظاہر ہے۔ کہ اگر اس تجویز پر عمل شروع کر دیا گیا۔ تو اخبارات کی حالت پر بہُت ناگوار اثر پڑے گا۔ لیکن محکمہ ڈاک کو بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ شرح میں اضافہ ہو جانے کی وجہ سے اخباری تاروں کی ترسیل میں لازماً کمی واقعہ ہو جائے گی۔ اور محکمہ ڈاک کو پہلے کی نسبت بہت کم تاریں ملیں گی ٭

ہم شروع سے یہ رائے رکھتے ہیں۔ کہ محکمہ ڈاک۔ وی۔پی خطوط۔ رجسٹریوں وغیرہ پر محصُول بڑھا کر کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہماری اس رائے کی تصدیق واقعات سے ہو رہی ہے باوجُود ہر قسم کے محصول میں بے حد اضافہ کر دینے کے خسارہ ہو رہا ہے۔ اب اخباری تاروں کا محصُول بڑھا دینے سے بھی اس میں کوئی کمی واقعہ نہ ہوگی ٭

جناب چودہری ظفر اللہ خاں صاحب کا نیا عہدہ

پچھلے دنوں جب فوجی اخراجات کے ایک تنازعہ کے تصفیہ کے لئے سر شادی لال چیف جسٹس پنجاب ہائی کورٹ کا تقرر ایک ٹربیونل میں ہوا۔ تو اسے بہُت اہمیت دی گئی۔ اب اہلِ ہند کے لئے یہ اطلاع خوشی کا باعث ہوگی۔ کہ جناب چودہری ظفر اللہ خاں صاحب جو اس وقت وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں سر فضل حسین صاحب کی جگہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کمیشن کے ممبر مقرر کئے گئے ہیں۔ جو فوجی اخراجات کی تحقیقات کریگا۔ اور آپ اپنے اس عہدہ کے فرائض ادا کرنے کے لئے ماہ اکتوبر میں انگلستان تشریف لے جائیں گے۔ دُعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کی خدمات کو اہلِ ہند کے لئے مفید اور بابرکت بنائے ٭

آریہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈالیں

ڈیرہ بابا نانک رح کے مباحثہ میں بعض فتنہ انگیزوں کی وجہ سے جو بدمزگی پیدا ہُوئی۔ اسے بے حد مبالغہ کا رنگ دے کر آریہ اخبارات بڑی خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ حالانکہ معزز اور ذمہ دار اصحاب نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے اسی وقت صلح صفائی کرا دی۔ اور احمدیوں سے معافی مانگ لی گئی۔ لیکن خود آریوں کی جو حالت ہے۔ وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے۔ جو حال ہی میں دہلی میں پیش آیا۔ اور جس کے متعلق آریوں کا اپنا بیان یہ ہے۔ کہ "آریہ سماج چاوڑی بازار دہلی میں جنم اشٹمی کے موقعہ پر ایک نہایت ہی ناخوشگوار واقعہ ظہور پذیر ہوا جبکہ آریہ سماج کی دو پارٹیوں میں ہاتھا پائی تک نوبت پہونچی"۔ (ریفارمر ۲۸ اگست) ایک اور آریہ اخبار کا بیان ہے۔ کہ کئی آدمی زخمی ہُوئے۔ اور پولیس نے آکر امن قائم کیا ٭

جن لوگوں کی اپنی یہ حالت ہو۔ انہیں "مرزائیوں اور سُنیوں میں شدید فساد"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

مظلومین کشمیر کی اعانت چندوں کی ادائیگی اور مسئلہ وصیت کی اہمیت

جماعت کے مخلصین سے قربانیوں کا مطالبہ

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ اگست ۱۹۳۲ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
تمام انسانی ترقیات اس

تعلق اور فرمانبرداری

کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جو انسان خدا تعالیٰ کے ساتھ پیدا کرتا یا اس کے احکام کی بجا آوری میں جس کا نمونہ دکھاتا ہے۔ مونہہ کے خالی الفاظ کبھی انسان کے کام نہیں آتے۔ اور صرف

ظاہری اخلاص

انسان کو کچھ بھی نفع نہیں دے سکتا۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں منافق لوگ وہ کچھ کہا کرتے تھے۔ جو مومن بھی نہیں کہتے تھے۔ اور بسا اوقات وہ اپنے اخلاص کو ایسے الفاظ میں ظاہر کرتے تھے۔ کہ ایک ناواقف سننے والا انسان دھوکا کھا جاتا تھا۔ اور خیال کرتا تھا۔ کہ شائد ان سے بڑھ کر اور کوئی مومن نہیں لیکن جب کام کا وقت آتا۔ جب

قربانی کا مطالبہ

کیا جاتا۔ جب مال اور جان خطرے میں پڑ جاتا۔ اس وقت وہ لوگ بالکل علیحدہ ہو جاتے اور اس طرح آنکھ پھیر لیتے۔ کہ گویا ان کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی تعلق ہی نہ تھا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو

رعب

حاصل تھا۔ اور جس کے متعلق آپ خود فرماتے ہیں۔ کہ نصرت بالرعب مسیرۃ شھر مجھے ایسا رعب دیا گیا ہے۔ کہ ایک مہینہ کی مسافت سے ہی اس کا اثر محسوس ہونے لگتا ہے۔ اس کی بنا پر منافق یہ تو نہیں کہہ سکتے تھے۔ کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون کہ جا تو اور تیرا رب دشمنوں سے لڑائی کرو۔ ہم یہیں بیٹھے ہیں۔ لیکن عملاً انہوں نے نہ ایک دفعہ بلکہ بارہا ایسا کر کے دکھایا۔ وہ مونہہ سے تو فرمانبرداری کا ہی اظہار کرتے تھے۔ لیکن انہی میں سے وہ لوگ تھے۔ جو

احد کی جنگ

کے موقع پر شہر سے باہر نکلنے کے بعد واپس لوٹ آئے تھے۔ انہی میں سے وہ لوگ تھے۔ جو کہا کرتے تھے۔ کہ ہمارے پاس ہتھیار نہیں اس لئے ہم لڑائی کے لئے نہیں نکل سکتے۔ انہی میں سے وہ لوگ تھے۔ جو بہانے بناتے تھے۔ کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔ اور انہی میں سے وہ لوگ تھے۔ جو کہا کرتے تھے۔ کہ ہماری فصلیں کاٹنے کے دن ہیں۔ اس لئے ہم جنگ پر جانے سے معذور ہیں۔ وہ اجازتیں طلب کرتے اور درخواستیں کر کرکے رخصتیں حاصل کرتے تھے۔ یہ نہیں کہتے تھے۔ کہ ہم نہیں جاتے۔ لیکن بہرحال نتیجہ وہی ہوتا۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کے جواب کا تھا۔ ہاں حضرت موسیٰ کے

ساتھیوں کی اکثریت

نے کہدیا تھا۔ کہ ہم لڑائی پر نہیں جا سکتے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کی اقلیت نے کہا۔ کہ ہم جنگ پر جانے سے معذور ہیں۔ کیونکہ منافق اس وقت اقلیت میں تھے۔ اکثریت میں نہ تھے اور گو انہوں نے مونہہ سے ایسا کبھی نہیں کہا۔ لیکن عملاً وہی کچھ کیا۔ جو حضرت موسیٰ کے ساتھیوں نے کیا۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ موسیٰ کے وقت اکثر نے کہہ دیا تھا۔ کہ ہم تیرے ساتھ جنگ پر نہیں جائیں گے۔ اور یہاں اکثر ایسے تھے۔ جنہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد پر اپنی جان و مال کو قربان کر دیا۔ یہاں تک کہ بدر کے موقع پر جبکہ

کفار مکہ کا رعب اکثر دلوں کر

چھایا ہوا تھا۔ اور جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ابھی تازہ تازہ مکہ کے مصائب سے نکلے تھے۔ اور جبکہ بہتوں کے پاس ہتھیار تک نہ تھے۔ اور بہت ایسے تھے۔ جو ہتھیار چلانا بھی نہیں جانتے تھے۔ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ سے پوچھا۔ کہ دشمن اس وقت تم سے تعداد میں زیادہ ہے۔ تیاری میں زیادہ ہے۔ اور ہتھیار بھی زیادہ رکھتا ہے۔ اب تم لوگوں کا کیا منشاء ہے۔ مہاجرین نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ ہمارا منشاء یہی ہے۔ کہ ان سے جنگ کی جائے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں ایک اور بات کھٹک رہی تھی۔ اور وہ یہ کہ جب آپ مدینہ تشریف لائے۔ تو آپ نے ایک معاہدہ کیا تھا جس کے رو سے

انصار کا فرض

قرار دیا گیا تھا۔ کہ جب تک آپ مدینہ میں رہیں گے۔ وہ آپ کی حفاظت کریں گے۔ چونکہ اب آپ مدینہ سے باہر جنگ کے لئے جا رہے تھے اس لئے آپ کو خیال گزرا۔ کہ شائد انصار پر یہ گراں گزرے۔ کہ کیوں انہیں مدینہ سے باہر جنگ کے لئے لے جایا جا رہا ہے جبکہ ان کی ذمہ واری صرف مدینہ کے اندرون حصہ تک محدود ہے۔ اس لئے آپ نے

مہاجرین کا جواب

سن کر فرمایا۔ کوئی اور بولے۔ اس پر ایک اور صحابی اٹھے۔ اور انہوں نے بھی جنگ کرنے کی تائید میں تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کوئی اور بولے انصار اس وقت تک اس لئے خاموش تھے۔ کہ وہ سمجھتے تھے۔ مہاجرین اس بات کے زیادہ حقدار ہیں۔ کہ وہ گفتگو کریں۔ کیونکہ ان پر ہی کفار مکہ کی طرف سے مظالم ہوئے ہیں۔ مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار اپنی بات کو دہرایا۔ تو انصار سمجھ گئے۔ کہ

آپ کا روئے سخن

ہماری طرف ہے۔ ان لوگوں کا اخلاص اس قدر بڑھا ہوا تھا۔ کہ

باوجود اسباب کے کہ ان کا معاہدہ یہی تھا۔ کہ وہ مدینہ کے اندر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔ اور باوجود اسباب کے کہ خدا کے رسول معاہدہ توڑ نہیں کرتے۔ اگر انصار اپنے اس معاہدہ پر اصرار کرتے۔ تو ہرگز خدا اور اس کے رسول کا ان پر کوئی گناہ نہ ہوتا۔ لیکن باوجود اس کے کہ بظاہر

شرعی ذمہ واری

ان پر عائد نہ ہوتی تھی۔ ایک شخص ان میں سے کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا۔ یارسول اللہ شاید آپ کی مراد ہم انصار سے ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میرا یہی منشا ہے۔ اس صحابی نے کہا۔ یارسول اللہ جب انسان ایمان لے آئے۔ تو پھر یہ سوال ہی کہاں باقی رہ سکتا ہے۔ کہ میرا معاہدہ کیا ہے۔ اور مجھے کس جگہ لڑنا چاہیئے۔

خدا کی قسم

اگر آپ سمندر میں بھی گھوڑے ڈالنے کے لئے فرمائیں۔ تو ہم وہاں بھی گھوڑے ڈال دیں۔ اور دنیا کی کسی جگہ پر آپ جائیں کوئی دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکیگا۔ آپ کے آگے بھی اور پیچھے بھی دائیں بھی اور بائیں بھی ہم اپنی جانیں لڑا دیں گے اور کوئی شخص آپ تک نہیں پہنچ سکیگا جب تک کہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ اگر لڑائی ہی کرنی ہے۔ تو بسم اللہ کیجئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ وہ چیز تھی جس کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کی اکثریت نے نمونہ دکھایا۔ اور ایسی ایک ہی نہیں

سینکڑوں بلکہ ہزاروں مثالیں

ہمیں تاریخ اسلام سے ملتی ہیں۔ جو قربانی کے ایسے

اعلیٰ نمونہ پر مشتمل

ہیں۔ کہ دنیا کے پردے پر ان کی نظیر تلاش کرنا محال ہے۔ اور یہ صرف صحابہؓ کی جماعت سے ہی مخصوص نہیں۔ کسی قوم اور کسی جماعت میں ایسی قربانی نظر آئے۔ خواہ وہ دشمن کی جماعت ہی کیوں نہ ہو دل اس کی عظمت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ غرض یہ وہ نمونے تھے۔ جو ان لوگوں نے دکھائے۔ جو

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی

تھے۔ اور پھر اکثریت نے یہ نمونے دکھائے۔ لیکن باوجود اس کے ایک اقلیت ایسی بھی۔ اور ضرور تھی۔ جو اپنے نمونہ میں بالکل حضرت موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح تھی۔ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت موسیٰ کے مثیل

تھے۔ اسی طرح آپ کی جماعت کی ایک اقلیت حضرت موسیٰ کے ساتھیوں کے مثیل تھی۔ اور گو انہوں نے زبان سے ایسا کبھی نہیں کہا۔ کہ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔ لیکن اس میں شبہ نہیں۔ کہ عملاً انہوں نے ایسا کئی دفعہ کرکے دکھایا۔ اور جب قربانی کا موقع آیا۔ وہ گریز کر گئے۔ ان کے

ظاہری بیانات

اور ظاہری اخلاص ومحبت کی خدا کے حضور کوئی قدر وقیمت نہ تھی ان کے ظاہری اخلاص کا قرآن مجید نے بھی نقشہ کھینچا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ کہ جب منافق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے۔ تو قسمیں کھا کھا کر کہتے۔ کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ اور ہمارا اس پر ایمان ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تو یہ سچ۔ مگر یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ ان کو تجھ پر کچھ ایمان نہیں۔ پس ان کی تمام تعریفیں اور تمام تائیدیں جنکا وہ زبانی طور پر اظہار کرتے تھے خدا کے حضور ایک ذرہ بھر بھی قیمت نہیں رکھتی تھیں۔ باوجود اظہار اخلاص کے ایسے لوگ منافق تھے۔ اور منافقوں میں ہی خدا کے حضور شمار کئے جاتے تھے۔ ایسے

منافق لوگ

درحقیقت ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔ خواہ وہ حضرت موسیٰ کا زمانہ ہو خواہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور خواہ موجودہ زمانہ پھر ہر زمانہ میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو حقیقی اخلاص رکھتے ہیں۔ پس ترقی حاصل کرنے والی قوموں کو ابھارنے اور اللہ تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی کا انسان کو وارث بنا دینے والی وہی قربانی ہوتی ہے۔ جو حقیقی ہو۔ اور جسکا

انسانی قلب کے ساتھ تعلق

ہو۔ ورنہ مونہہ کے خالی الفاظ کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔

ہماری جماعت میں بھی اس وقت

دونوں قسم کے لوگ

موجود ہیں۔ وہ بھی جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہی فرما دیا تھا۔ کہ منھم من قضٰی نحبہ ومنھم من ینتظر۔ یعنی کچھ تو ایسے لوگ ہیں۔ کہ جو کچھ انہوں نے کہا تھا۔ اسے پورا کر دکھایا۔ اور کچھ ایسے ہیں۔ جو ابھی اس انتظار میں ہیں۔ کہ انہیں کب قربانی کا موقع میسر آئے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرسکیں۔ پھر وہ بھی ہیں۔ جو اپنی زبان کی تائید اور نصرت سے ایسے نمایاں اور بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہ گویا اگلے پچھلے تمام مومنوں کا اخلاص جمع کرکے انہیں دیدیا گیا ہے لیکن جب

قربانی کا وقت

آتا ہے۔ جب خدمت دین کا موقعہ آتا ہے۔ تو وہ اس طرح پھسل جاتے ہیں جس طرح مچھلی ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ وہ ہر مجلس میں آگے بڑھ کر باتیں بنائیں گے۔ مونہہ پر ان کے قربانی ہوتی ہے۔ لیکن دلمیں نفاق ہوتا ہے۔ وہ ایک مانگے کی نورانی چادر اوڑھنا چاہتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے۔ کہ جب ان کے دل سیاہ ہیں تو یہ مانگی ہوئی چادر انہیں کیونکر سفید کر سکے گی۔ اور نہیں سمجھتے۔ کہ دوسرے سے مانگی ہوئی سفیدی انسان کو روشن نہیں کیا کرتی۔ بلکہ

اندر کی سفیدی

انسان کو روشن کیا کرتی ہے۔ جب ایک شخص کے دلمیں نور نہ ہو۔ تو اس کے چہرے پر بھی نور نہیں آتا۔ اسی لئے منافقوں کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ان کی باتوں کی طرف نہ دیکھو۔ بلکہ ان کے چہروں کی طرف دیکھو۔ تمہیں نظر آجائیگا۔ کہ ان پر نور نہیں۔ ان کے چہرے دلالت کرتے ہیں۔ کہ تقویٰ اخلاص محبت اور قربانی کی ان لوگوں میں کمی ہے۔ جب کبھی

قربانی کا مضمون

بیان ہو رہا ہو۔ تو تم دیکھو گے۔ کہ یتسللون لواذا وہ اینچ پینچ کرکے اس سے نکل جاتے ہیں۔ ہاں جب اپنے فائدہ کی بات ہو۔ تو پھر سب سے بڑے مدعی وہی بن جائیں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ ہم ایسے اور ہم ایسے۔ یہ

دونوں قسم کے لوگ

ہمارے اندر بھی ہیں۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ جہاں ہم مخلصین کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ وہاں دوسروں کو

گھٹانے کی کوشش

کریں۔ نفاق

قوم کے لئے ناسور

ہوتا ہے۔ جس طرح ناسور جس جسم میں پیدا ہو جاتے۔ اسے گھلاتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح نفاق بھی جس شخص یا جس قوم میں ہو۔ اسے ہلاکت کے قریب کرتا چلا جاتا ہے۔ تم نے

ناسور کا مریض

دیکھا ہوگا۔ بظاہر اس کا سارا جسم اچھا ہوتا ہے۔ اور کسی ایک مقام پر باریک سا سوراخ ہوتا ہے کبھی ہاتھ پر۔ اور کبھی اور کسی حصہ جسم پر۔ لیکن وہ ذرا سا زخم اندر ہی اندر انسان کو گھلاتا چلا جاتا ہے۔ اگر ایک جگہ سے اچھا ہو جائے۔ تو دوسری جگہ سے نکل آتا ہے اور اگر وہاں سے بھی اچھا ہو جائے۔ تو تیسری جگہ سے پھوٹ پڑتا ہے۔ یہی کیفیت نفاق کی ہوتی ہے۔ بظاہر ایسا شخص بالکل تندرست معلوم ہوتا ہے۔ اور خیال ہوتا ہے۔ کہ یہ معمولی بیماری ہے۔ لیکن وہ ایسی خطرناک ہوتی ہے۔ کہ جس طرح ناسور کی بیماری روح اور جان کو گھلائے چلی جاتی ہے۔ تندرستوں کے زمرہ سے نکال دیتی اور

موت کے قریب

کر دیتی ہے۔ اسی طرح نفاق کا بیمار بھی روحانی موت کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور

روحانی زندگی

سے لطف اٹھانے کا موقع اسے میسر نہیں آتا۔ بظاہر اس کے تمام حالات درست ہوتے ہیں۔ لیکن وہ چھوٹا سا نظر آنے والا آزار روزانہ اس کی حالت کو بد سے بدتر بناتا چلا جاتا ہے۔ یاد رکھو۔

نفاق اور ایمان

میں لمبا فاصلہ نہیں ہوتا۔ بہت لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ شاید منافقوں کے سرسینگ ہوتے ہیں۔ وہ خود نفاق کی مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور حیران ہوتے ہیں۔ کہ نفاق کیا ہوتا ہے۔ دراصل نفاق بھی جنون کی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح پاگل آدمی کبھی یہ نہیں مانتا۔ کہ وہ پاگل ہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ یہ سمجھتا ہے۔ کہ میں نہیں دوسرے پاگل ہیں۔ اور جب اسے علاج کے لئے کہو۔ تو وہ کہیگا۔ میں تو بالکل اچھا ہوں۔ اسی طرح منافق سمجھتا ہے۔ کہ میں منافق نہیں۔ اور خیال کرتا ہے۔ کہ میں مصلح ہوں۔ حالانکہ وہ مفسد ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی آتا ہے۔ جب منافقوں سے کہا جاتا ہے۔ کہ تم زمین میں فساد نہ کرو۔ تو وہ کہدیا کرتے ہیں کہ ہم تو مصلح ہیں۔ مفسد نہیں غرض نفاق اور ایمان میں بہت

چھوٹی سی دیوار

ہے۔ اتنی چھوٹی کہ وہ ذراسی ٹھوکر سے ٹوٹ جاتی۔ اور انسان کو مومنوں کے زمرہ سے نکال کر منافقوں میں شامل کر دیتی ہے۔

منافقوں کی علامات

بیان کرتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ ایسا شخص جب روائت کرتا ہے۔ تو جھوٹ بولتا ہے۔ تبادلۂ کلام ہو۔ تو گالیوں پر اتر آتا ہے۔ وعدہ کرے۔ تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ یہ تین

منافقوں کی بڑی علامتیں

ہیں۔ منافق ہمیشہ گالیاں دینے والا جھوٹ بولنے والا اور وعدہ خلافی کرنے والا ہوگا۔ سب سے بڑی

وعدہ خلافی

تو یہ ہے۔ کہ خدا سے عہد کرتا۔ اور پھر مکر جاتا ہے۔ اور بایں ہمہ وہ نادان خیال کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سارے انعامات اسے حاصل ہو جائیں گے۔ اور وہ جنت میں داخل ہو سکیگا۔ حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتا۔ کہ وہ اپنے لئے جہنم تیار کر رہا ہے۔ اور روز بروز اللہ تعالےٰ کے

انعامات سے محروم

ہوتا ہے۔

میں

اپنی جماعت کے دوستوں سے

کہتا ہوں۔ کہ وہ وعدہ جو انہوں نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول سے کیا ہوا ہے۔ دیکھیں۔ کہ انہیں اس میں کسقدر پختگی حاصل ہے اپنے نفسوں پر غور کرو۔ اور سوچو۔ کہ تم نے جو اللہ تعالےٰ سے عہد کیا تھا۔ اسے کس قدر پورا کیا

مومن اور منافق

میں یہی فرق ہے۔ کہ مومن ہمیشہ یہ خواہش کرتا ہے۔ کہ اسے اور

قربانی کا موقع ملے اور منافق ہر قربانی پر روتا ہے۔ اور کہتا ہے مصیبت آگئی۔ چندہ دینا پڑے۔ تبلیغ کے لئے نکلنا پڑے

خدمت دین

کے لئے کوئی تحریک کی جائے۔ ہر موقع پر وہ روئے گا۔ اور کہیگا بڑی مصیبت ہے۔ ہر وقت چندہ ہی چندہ مانگا جاتا ہے۔ جس کام کو انسان دل سے نہیں کرتا۔ بلکہ روتے ہوئے کرتا ہے۔ اس کے کرنے پر اسے ثواب کس طرح مل سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کو ہمارے کاموں کی احتیاج نہیں۔ وہ تو ایک کُن کہنے سے قوموں کو بڑھا دیتا اور ایک کُن کہنے سے انہیں گرا دیتا ہے۔ مسلمان کبھی ساری دنیا کے حکمران تھے اور یورپین

مادر زاد ننگے

پھرا کرتے تھے لیکن مسلمان کیوں گر گئے۔ اور کس لئے یورپین ترقی کر گئے یہاں تک کہ آج یورپین کہتے ہیں۔ کہ مسلمان بدتہذیب اور

علوم سے نابلد

ہیں۔ کس چیز نے مسلمانوں کو ذلیل اور پست کر دیا۔ اور کس چیز نے یورپین لوگوں کو بڑھا دیا۔ یہ

اللہ تعالےٰ کے کُن کا کرشمہ

ہے۔ خدا نے یورپین قوموں سے کہا۔ کہ بڑھو۔ وہ بڑھنے لگ گئیں۔ اور مسلمانوں کو سزا کے طور پر کہا۔ کہ گر جاؤ۔ یہ گرنے لگ گئے پس ہماری

قربانیاں کیا چیز ہیں

آج جو قربانیاں مسلمان کر رہے ہیں۔ مجموعی طور پر ان تمام صحابہؓ کی قربانیوں سے بڑھ کر ہیں۔ جو اپنا سارا مال خدمت دین کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا کرتے تھے۔ بلکہ آج

لاہور کے منافق

اس سے زیادہ روپیہ رکھتے ہیں۔ جتنا مدینہ کے تمام مومن مل کر دیتے تھے۔ مگر آج کل کے مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ وہ نتیجہ پیدا نہیں کرتا۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے چند صحابہ کے تھوڑے سے روپے پیدا کرتے تھے۔ آج کل

بمبئی اور کلکتہ

میں چلے جاؤ۔ مسلمانوں کی بڑی بڑی عمارتیں نظر آئیں گی۔ کالج ہونگے سرائیں ہوں گی۔ مسجدیں ہوں گی۔ بیس بیس لاکھ روپیہ کی عمارتیں بنی ہوئی ہوں گی۔ مگر آج

مسلمانوں کی مجموعی قربانیاں

وہ رنگ نہیں رکھتیں۔ جو مدینہ کے چند مسلمانوں کی قربانیاں رنگ لائیں۔ وہ تھوڑے تھے۔ اور تھوڑا سرمایہ رکھتے تھے۔ مگر باوجود اس کے جب وہ قدم اٹھاتے تھے۔ تو حکومتیں ان کے سامنے گر جاتی تھیں۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ

اخلاص والا دل

جس سے قربانی کی جائے۔ ترقی دیتا ہے۔ ورنہ اگر صرف مالی قربانی ہی ترقی دے سکتی۔ تو آج مسلمان بہت زیادہ ترقی کر جاتے۔ اگر کوئی شخص روتا ہوا اپنا آدھا مال بھی اللہ تعالےٰ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے۔ تو اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ فائدہ ہمیشہ انہی قربانیوں کا ہوتا ہے۔ جو خوشی

اخلاص اور بشاشت

سے کی جائیں۔ وہ قربانیاں جو بشاشت سے نہیں کی جاتیں۔ ان کا ذرہ بھر بھی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ یوں قربانی کرنے کو منافق بھی کرتا ہے۔ کبھی لوگوں کے دکھانے کے لئے۔ کبھی دوسروں کے ضرر سے بچنے کے لئے۔ اور کبھی خود فائدہ حاصل کرنے کے لئے۔ لیکن چونکہ اس کے دل میں اخلاص محبت اور بشاشت نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کی قربانی خواہ وہ کتنی ہی اہم کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے حضور کوئی قیمت نہیں رکھتی۔ پس ضروری ہے۔ کہ ہم جماعت میں

اخلاص اور تقوےٰ

پیدا کریں۔ کیونکہ اخلاص اور تقوےٰ پر مبنی قربانیاں ہی سلسلہ کو مضبوط کرتی ہیں۔ اس میں شبہ نہیں

جماعت کے مخلصین

نہایت شاندار قربانیاں کرتے ہیں۔ مگر منافقوں کی تعداد باقیوں کا کام بھی خراب کر دیتی ہے۔ اور خلوص سے جماعت کا ایک حصہ جو کام کر رہا ہوتا ہے۔ اس میں رخنہ واقع ہو جاتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ

مالی حالت

کو مضبوط کرنے کے لئے جو میں نے تحریکیں کی تھیں ان میں بیرونی جماعتوں نے تو حصہ لیا۔ مگر

قادیان کی جماعت

ان میں حصہ لینے سے بہت پیچھے ہے۔ مثلاً پچھلے دنوں میں نے

کشمیر کے مظلومین

کے لئے چندہ کی تحریک کی تھی۔ میں نے دیکھا۔ کہ بیسیوں جماعتوں نے اس پر عمل کیا۔ اور وہ عمل کرتی چلی جا رہی ہیں۔ مگر قادیان کی جماعت نے اس چندہ میں بہت ہی کم حصہ لیا ہے۔ بلکہ کئی کئی مہینے ایسے گذرے ہیں۔ جن میں

قادیان کا چندہ

صفر کے برابر رہا ہے۔ حالانکہ جب میں نے کہا تھا۔ کہ یہ چندہ نفلی ہے فرضی نہیں۔ تو دوستوں کو زیادہ ہوشیار ہو جانا چاہیئے تھا۔ اور زیادہ مستعدی سے اسے پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ انسان

اللہ تعالیٰ کا قرب

نفلوں سے ہی حاصل کرتا ہے۔ وہ چیز جسکا حکم ہو۔ اس سے ترقی مدارج نہیں ہوتی۔ حکم ہمیشہ ان چیزوں کا دیا جاتا ہے۔ جن سے نجات ہو۔ اور ہدایت ان امور [illegible]

ترقی مدارج کا باعث

ہوں پس مجھے افسوس آتا ہے۔ یہ دیکھ کر کہ وہ جماعت جسے دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہیئے تھا اس نے قریبًا قریبًا اس معاملہ میں نہایت ہی

غفلت اور سستی

کا ثبوت دیا ہے۔ الا ماشاء اللہ - ایسے مخلص بھی موجود ہیں جنہوں نے اپنے اخلاص کا ثبوت دیا۔ میں اس وقت انہیں نظر انداز کرتا ہوں۔ عام طور پر قادیان کی جماعت نے سخت غفلت کا اظہار کیا ہے۔ پھر چندے ہیں ان کے متعلق بھی میں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں سستی پائی جاتی ہے جو

فرض چندے

ہیں ان کے متعلق بھی ہزارہا آدمی ہماری جماعت میں ایسے موجود ہیں جو سالہا سال تک ادا نہیں کرتے اور ہزارہا ایسے آدمی ہیں جو کہتے رہتے ہیں۔ کہ چندہ سے زیادہ ہیں ہم دے نہیں سکتے۔ حالانکہ اگر ان کی جو چندہ دیتے ہیں ایک فہرست بنائی جائے اور چندہ نہ دینے والوں کی بھی فہرست تیار کی جائے تو چندہ نہ دینے والے ایسے ہونگے جو دینے والوں سے زیادہ

آسودہ اور امیر

ہونگے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے نفس پر روپیہ خرچ کرنے کی عادت ڈال لیتے ہیں۔ اور دوسرے خدا کے لئے روپیہ خرچ کرنے کی عادت ڈال لیتے ہیں پھر ہزارہا آدمی ہماری جماعت میں ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو بسا اوقات

چندے کے لئے

فاقہ برداشت کرتے ہیں اور بسا اوقات اپنی بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر ہمیں روپیہ بھیجتے ہیں اور اس تنگی کے باوجود وہ اپنے دل میں بشاشت پاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ خدا کا قرض اسی لئے ہے کہ اسے ادا کر دیا جائے۔ درحقیقت یہی وہ لوگ ہیں جن کی وجہ سے خدا نے

جماعت احمدیہ کی تعریف

کی ہے ورنہ وہ منافق جو سالہا سال چندوں کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں کرتے ان کی وجہ سے کسی جماعت کی کیا تعریف ہو سکتی ہے ان کے لئے تو ہو نگا کر شہیدوں میں داخل ہونے والی بات ہے بلکہ دراصل وہ جماعت کے لئے

ننگ اور عار کا باعث

ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شائد جماعت کے ساتھ جو الٰہی وعدے ہیں۔ ان میں وہ بھی شامل ہو جائینگے حالانکہ خدا تو دلوں کو جانتا ہے اور وہ قلبی کیفیات کے مطابق ان سے سلوک کریگا۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن خدا صرف اتنا ہی پوچھیگا۔ کہ کون کون احمدی کہلاتا ہے۔ اور جو اپنے آپ کو احمدی کہیگا اسے جنت میں داخل کر دیگا۔ یہ احمق اتنا نہیں سمجھتے۔ کہ اللہ تعالیٰ تو منافقوں کے متعلق فرماتا ہے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النّار۔ منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہونگے مگر یہ خیال کرتے ہیں کہ شائد انہیں

جنت میں سب سے اعلیٰ مقام

میسر آئیگا۔ اللہ تعالیٰ کی دلوں پر نگاہ ہے اور قلوب اس کے سامنے اسی طرح کھلے ہیں جس طرح آئینہ میں ہر چیز نظر آجاتی ہے پس میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جہاں انہیں نفلوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے وہاں فرائض کی طرف سے بھی غافل نہیں ہونا چاہیئے۔

میں دیکھتا ہوں کہ اس قسم کے سستوں اور غافلوں کی وجہ سے جو ترقی پہلے حاصل ہوا اسے بھی صدمہ پہنچ جاتا ہے پچھلے سال جماعت کے مخلصین نے انجمن سے

قرض کا بوجھ

دور کر دیا تھا اور میں نے اس کا اعلان بھی کر دیا تھا۔ مگر مجھ سے غلطی ہوئی جب بعد میں میں نے تحقیق کی تو بعض بل ابھی قابل ادا تھے۔ انہیں ملا کر ایک لاکھ میں سے دس ہزار کے قریب قرض رہ گیا تھا۔ اس سال پھر یہ قرض بڑھنا شروع ہو گیا ہے اور اب

تیس ہزار کے قریب

قرض ہو گیا ہے حالانکہ ابھی مالی سال میں سے صرف چار مہینے ہی گزرے ہیں اور اگر یہ سلسلہ اسی طرح ترقی کرتا گیا تو تعجب نہیں۔ کہ اس سال کے آخر تک پھر ایک لاکھ روپیہ تک قرض پہنچ جائے۔ حالانکہ ہماری جماعت کی تعداد اتنی بڑھ چکی ہے کہ اس سے دگنا روپیہ بھی نہایت آسانی کے ساتھ وصول کیا جا سکتا ہے مگر وہ جو کمزور ہیں۔ اور صرف رسمی ایمان رکھتے ہیں۔ وہ اپنا سارا بوجھ ان غریبوں پر ڈال دیتے ہیں جو پہلے ہی اخلاص سے باقاعدہ چندے ادا کر رہے ہوتے ہیں مجھے حیرت ہوتی ہے کہ جب کبھی کوئی تحریک کی جائے۔ وہ مخلص جو پہلے ہی بوجھ کے نیچے دبے ہوتے ہیں۔ اور زیادہ حصہ لینا شروع کر دیتے ہیں۔ اور منافق سمجھ لیتا ہے۔ کہ میں اس تحریک سے مستثنیٰ ہوں۔ وہ اپنے آپ کو اسی طرح مستثنیٰ خیال کرتے ہیں جیسا کہ میں نے اکثر دیکھا کہ

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہٗ

جب زیادہ بیمار ہوتے تو فرمایا کرتے۔ لوگ اٹھ جائیں۔ میں ہمیشہ دیکھتا۔ کہ آپ کے اس کہنے پر کبھی سارے لوگ نہ اٹھتے۔ بلکہ بعض اٹھ جاتے۔ اور بعض بیٹھے رہتے۔ جب آپ دیکھتے کہ اب بھی کچھ باقی ہیں۔ تو آپ فرمایا کرتے۔ کہ اب نمبردار بھی چلے جائیں۔ ایک دفعہ ہنس کر مجھے فرمانے لگے۔ نمبردار ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو علاقہ کا نمبردار خیال کر کے سمجھتے ہیں۔ کہ ہمیں حکم نہیں ملا۔ دوسروں کو دیا گیا ہے۔ اسی طرح یہ منافق بھی اپنے آپ کو نمبردار خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم مستثنیٰ ہیں۔ لیکن جماعت کا وہ حصہ جو قربانی کرتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے اخلاص اور قربانیوں کو ضائع نہیں کریگا اور یقینًا وہ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو کھینچ رہے ہیں۔ لیکن ان کی قربانیاں منافقوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھی بھڑکا رہی ہیں۔ جب ایک بوجھ کے نیچے دبا ہوا انسان اور زیادہ قربانی کرتا چلا جاتا ہے تو جہاں اس کی طرف

اللہ تعالیٰ کی رحمت

بڑھتی ہے۔ وہاں غافلوں کی طرف اس کا غضب بھی حرکت کرتا اور ان کے نفاق کو بالکل برہنہ کر دیتا ہے۔ پس میں ان کو جو سست ہیں اور ان کو بھی جو اپنے آپ کو نمبردار سمجھتے ہیں کہتا ہوں۔ کہ ایک دن وہ بھی مر کر اللہ تعالیٰ کے پاس جانے والے ہیں۔ یہ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں اس میں نہ پہلے لوگ ہمیشہ زندہ رہے۔ اور نہ وہ ہمیشہ رہینگے۔ مونہہ سے کہدینا کہ ہم تنگدست ہیں یہ قابل قبول نہیں ہو سکتا ہم نے

کروڑپتی

بھی ایسے نہیں دیکھے۔ جو اپنی حالت پر خوش ہوں۔ ہم نے لاکھپتی ایسے دیکھے ہیں جو اپنی تنگدستی کا رونا روتے ہیں۔ انہیں یہ شکوہ ہوتا ہے۔ کہ وہ کروڑپتی کیوں نہیں ہو جاتے۔ جب ایک کروڑ حاصل ہو جائے تو پھر یہ حسرت ہوتی ہے کہ دوسرا کروڑ کیوں حاصل نہیں ہوتا۔ اور جب دو کروڑ ہو جائے تو تیسرے کروڑ کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ غرض یہ رونا تو دل سے تعلق رکھتا ہے۔ روپوں سے نہیں۔ اس کے مقابلہ میں بعض اخلاص والے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ کچھ بھی نہیں رکھتے مگر وہ ایسے خوش ہوتے ہیں گویا انہیں

سارے جہان کی بادشاہت

میسر ہے۔ ایک دفعہ یہاں کے ایک غریب شخص نے مجھ سے اصرار کرنا شروع کیا کہ میں اس کی دعوت منظور کر دوں۔ مجھے اس کی دعوت منظور کرنے سے حجاب آتا کیونکہ میں سمجھتا کہ اسے خود تو کئی کئی دن کے فاقے آتے ہیں۔ اگر میری دعوت کریگا۔ تو ان فاقوں میں اور اضافہ ہو جائیگا۔ کیونکہ آخر ہمیں سے کر ہی خرچ کریگا۔ اس لئے میں دعوت منظور نہ کرتا مگر کچھ مدت کے بعد جب اس کا اصرار حد سے بڑھ گیا تو میں نے دیکھا کہ اب میرا انکار اس کی

دل شکنی کا موجب

ہوگا۔ چنانچہ میں نے اس کی دعوت منظور کرلی۔ اتفاقاً اس دن ہمارے ایک دوست آئے۔ اور دعوت میں شریک ہوئے۔ ان کی یہ خصوصیت ہے۔ کہ جو ان کے دل میں آتا ہے۔ فوراً کہدیتے ہیں پنجابی زبان میں ایسے لوگوں کو

موتہہ پھٹ

کہتے ہیں۔ جب دعوت کھا کر باہر آئے۔ تو وہ مجھ سے کہنے لگے۔ کیا آپ ایسے لوگوں کی دعوت بھی قبول کر لیتے ہیں۔ میں نے کہا۔ آپ اس شخص کے دل کی حالت کیا جانیں۔ سالہا سال سے یہ اصرار کرتا چلا آرہا تھا۔ کہ میں اس کی دعوت قبول کروں۔ اور میں جانتا تھا۔ کہ اس کے ہاں دعوت کھانا اس پر ظلم کرنا ہے۔ مگر اس کے اصرار کو دیکھ کر میں سمجھا۔ کہ اب دعوت کو رد کرنا اس سے بھی زیادہ ظلم ہے۔ پس کئی ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جو تنگی کی حالتیں بھی دلمیں بشاشت پاتے اور غریب ہوکر بادشاہوں سے بھی زیادہ وسیع الحوصلہ ہوتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں۔ جن کے لئے

اللہ تعالیٰ کی تائید

نازل ہوتی ہے۔ کیونکہ مومن کی تعریف اللہ تعالےٰ یہی بیان فرماتا ہے، الم نشرح لک صدرک۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ کہ ہم جن کی بھلائی چاہتے ہیں۔ ان کے سینے کھول دیتے ہیں۔ تو

ایمان کی علامات

میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ ایسے شخص کا سینہ کھل جاتا ہے جب قربانی کے بعد دلمیں تنگی محسوس ہو۔ اس وقت سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ابھی کامل ایمان حاصل نہیں ہوا۔ ایمان کی حالت میں انسان بشاشت محسوس کرتا ہے۔ اور ایسی حالتیں اگر ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی خدا کی راہ میں دی جائے تو وہ مقبول ہوجاتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صحابی نے سارا دن مزدوری کی۔ اسے تھوڑے سے دانے اجرت میں ملے۔ اس نے

ایک مٹھی دانے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کئے۔ منافقوں نے یہ دیکھا۔ تو خوب قہقہے لگائے۔ اور کہنے لگے۔ کیا ان دانوں سے ملک فتح ہوں گے۔ حالانکہ انہوں نے یہ نہ سمجھا۔ کہ اسے صرف دو مٹھی دانے ملے۔ جن میں سے ایک مٹھی اس نے خدا کی راہ میں دیدیئے پس اس کا اخلاص ان لوگوں سے ہزاروں درجے بڑھ کر تھا۔ جو بہت سا روپیہ اپنے گھر میں رکھتے۔ اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تیسرا فرض جس کی طرف میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ وہ

وصیت کا مسئلہ

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔ کہ وصیت ایمان کی آزمائش کا ذریعہ ہے۔ اور وہ اس کے ذریعہ دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ کون سچا مومن ہے۔ اور کون نہیں۔ ہماری جماعت اس وقت لاکھوں کی تعداد میں ہے۔ مگر وصیت کرنے والے صرف دو تین ہزار ہیں

حالانکہ وصیت ایسی چیز ہے۔ جو یقینی طور پر خدا کا مقرب ہونا ظاہر کرتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ مومن ہی وصیت کرتا ہے۔ لیکن اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ اگر کسی شخص میں کچھ کمزوریاں بھی پائی جاتی ہوں تو جب وہ وصیت کرے۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے اس وعدہ کے مطابق کہ بہشتی مقبرہ میں صرف جنتی ہی مدفون ہوں گے۔ اس کے اعمال کو درست کر دیتا ہے۔ پس وصیت

اصلاح نفس کا زبردست ذریعہ

ہے کیونکہ جو بھی وصیت کریگا۔ اگر وہ ایک وقت میں جنتی نہیں۔ تو بھی وہ جنتی بنا دیا جائیگا۔ اور اگر اعمال اس کے زیادہ خراب ہیں۔ تو خدا اس کے نفاق کو ظاہر کرکے اسے وصیت سے الگ کر دیگا۔ غرض وصیت کرنے والے کو یا تو اللہ تعالےٰ اصلاح نفس کی توفیق دیکر جنتی بنا دیگا۔ یا اسے وصیت سے الگ کرکے اس کے نفاق کو ظاہر کر دیگا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں۔ کہ

ادنےٰ سے ادنےٰ قربانی

کا درجہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھا ہے یعنی دسواں حصہ۔ جماعت کا معتدبہ حصہ اس میں بھی حصہ نہیں لیتا۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر جماعت وصیت کی طرف توجہ کرے۔ تو ایک کثیر حصہ بخوبی وصیت کر سکتا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے۔ کہ لوگ توجہ نہیں کرتے۔ اب ہمارا سلسلہ خدا کے فضل سے اس مقام تک پہنچا ہوا ہے کہ بہت سی روکیں ہمارے راستہ سے دور ہوگئی ہیں۔ اور کروڑوں آدمی ایسے ہیں۔ جو مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے تھے۔ مگر ضرورت یہ ہے۔ کہ ہم ان کے پاس پہنچیں۔ اور انہیں سلسلہ میں داخل کریں۔ مگر ابھی سامان ہمارے پاس ایسے نہیں۔ جاپانیوں کو جانے دو۔ تم سمجھدار لوگوں سے بات کرو۔ فوراً تمہیں محسوس ہوگا۔ کہ ان کے دل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے قائل ہیں۔ ضرورت ہے۔ کہ ان کے پاس پہنچا جائے۔ مگر اس کے لئے

تبلیغی وسعت

کی ضرورت ہوگی۔ اور یہ وسعت پھر سرمایہ چاہتی ہے۔ اسی طرح سینکڑوں ممالک کے لوگ ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کے پاس کوئی ہمارا مبلغ جائے۔ مگر ہم نہیں بھیج سکتے۔ گویا ایک زمانہ تو ایسا تھا۔ کہ جب ہم لوگوں کو اپنی باتیں سنانا چاہتے تھے۔ اور وہ سنتے نہیں تھے۔ یا اب یہ حالت ہے۔ کہ لوگ ہماری باتیں سننا چاہتے ہیں۔ اور ہم سنا نہیں سکتے اس روک کو دور کرنا ہمارا فرض ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر دوست وصیت کی طرف توجہ کریں۔ تو یہ روک اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت جلد دور ہوسکتی ہے۔ پس یہ تین باتیں ہیں۔ جن کی طرف میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ اول

کشمیر کا چندہ

ہے۔ جو دوست غافل ہیں۔ وہ توجہ کریں۔ اور باقاعدہ اسمیں حصہ لیں دوسرے

واجبی چندوں کی ادائیگی

کا مسئلہ ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص متواتر تین مہینے تک چندہ نہیں دیتا۔ وہ جماعت میں سے نہیں۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ کمزوروں کو اٹھائیں۔ انہیں چندوں کی ادائیگی کا فرض یاد دلائیں۔ اگر کوئی سمجھتا بھی ہے۔ کہ میں مجبور ہوں اور مشکلات میں گھرا ہوا ہوں۔ تو بھی اسے سمجھنا چاہیئے۔ کہ کامیابی بغیر مشکلات برداشت کئے حاصل نہیں ہوا کرتی۔ اور

اللہ تعالےٰ کی نصرت

بھی تکلیفوں کے بعد آتی ہے۔ پس ہر شخص کا فرض ہے۔ کہ وہ چندوں کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو۔ تیسرے

وصیت کا مسئلہ

ہے۔ یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے۔ اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے۔ مگر وہ وصیت کے بارہ میں سستی دکھلا رہے ہیں۔ میں انہیں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ اپنی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہوجاتے ہیں۔ ان کے آج کل کرتے کرتے موت آجاتی ہے۔ پھر دل کڑھتا ہے۔ اور حسرت پیدا ہوتی ہے۔ کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے۔ مگر دفن نہیں کئے جا سکتے۔ سب کے دل ان کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ کہ وہ مخلص تھے۔ اور اس قابل تھے۔ کہ

دوسرے مخلصین کیساتھ

دفن کئے جاتے۔ مگر ان کی ذراسی غفلت اور ذراسی سستی اس امر میں حائل ہوجاتی ہے پھر بیسیوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں۔ مگر وہ وصیت نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہیئے۔ کہ وصیت کر دیں۔ بلکہ ایسے دوستوں کے لئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ پھر کئی ایسے ہیں جو پانچ پیسے یا چھ پیسے فی روپیہ چندہ دے رہے ہوتے ہیں۔ اور صرف دمڑی یا دھیلا انہیں وصیت سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔ غرض تھوڑے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزارہا آدمی وصیت سے محروم ہیں۔ اور جنت کے قریب ہوتے ہوئے اس میں داخل نہیں ہوتے۔ پھر بعض لوگ

مرض الموت میں وصیت

کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ وصیت منظور نہیں ہوتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔ وصیت وہی ہے۔ جو حیات اور زندگی میں کی جائے۔ اور غیر مشتبہ ہو۔ پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ جو وصیت کے برابر چندہ دیتے ہیں۔ اور ایسے سینکڑوں آدمی ہیں۔ وہ حساب لگا کر وصیت کر دیں۔ بعض اگر غور کریں گے۔ تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ صرف ایک پیسہ زیادہ چندہ دینے سے ان کے لئے جنت کا وعدہ ہوجاتا ہے۔ پس جسقدر ہوسکے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ وصیت کریں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ وصیت کرنے سے

ایمانی ترقی

ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کریگا۔ تو جو شخص وصیت کرتا ہے اسے متقی بنا بھی دیتا ہے۔ پس یہ میری

تین نصیحتیں

اس خصوصیت سے کمزوروں کو نصیحت ہے۔ کہ وہ دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ بنیں۔ وہ جنت کے دروازے پر کھڑے ہو کر جنت سے محروم نہ ہوں اور ایسا نہ ہو کہ ان کے لئے وہی الفاظ کہنے پڑیں جو اللہ تعالٰے نے کہے ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ کہ منافق دوزخ کے سب سے نچلے حصہ میں جائیگا۔ پس منافقوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی منافقت کو چھوڑ کر اخلاص کے مقام پر آجائیں۔ عیش کے سامانوں سے کبھی جنت حاصل نہیں ہوتی۔ اور نہ ظاہری تکلیفوں کی وجہ سے جنت ضائع ہو سکتی ہے۔ جنت ہر انسان کا دل اپنے لئے بنا سکتا ہے۔ جس کا دل مطمئن ہے۔ وہ جنت میں ہے اور جس کا دل مطمئن نہیں خواہ وہ روپیوں کے ڈھیر رکھتا ہے تب بھی وہ دوزخ میں ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ

ایک غریب بیوہ عورت

سے میں نے پوچھا تمہیں کوئی ضرورت ہو تو بیان کرو۔ اس کا ایک لڑکا بھی تھا وہ بے حد غریب تھی۔ میں نے پوچھا کہ کسی مدد کی ضرورت ہو۔ تو بتاؤ۔ وہ کہنے لگی۔ اللہ نے بہت کچھ دیا ہوا ہے اس کا بڑا فضل ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے اس کا گھر دیکھا تو اس میں صرف ایک چھوٹا سا لحاف اور معمولی سی چارپائی تھی۔ میں نے پوچھا مائی تمہیں لحاف چاہیئے کہنے لگی مولوی صاحب میرا لحاف بڑا عمدہ ہے۔ خوب گرم ہو جاتی ہوں۔ آپ نے فرمایا سردی زیادہ ہے اور لحاف چھوٹا ہے گرم کس طرح ہوتی ہو۔ کہنے لگی ہم ماں بیٹا ایک ہی جگہ سوتے ہیں جب سردی لگتی ہے تو پہلے ایک پہلو کو گرم کر لیتے ہیں۔ پھر دوسرے کو۔ آپ اصرار کرنے لگے کہ کوئی ضرورت بیان کرو مگر وہ یہی کہتی رہی۔ کہ اللہ کا بڑا فضل ہے۔ آخر جب آپ نے زیادہ زور دیا تو اس نے کہا کہ اگر کچھ دینا ہی ہے تو

موٹے حرفوں والا قرآن

لے دیں۔ میری نظر کمزور ہو گئی ہے اور باریک حرفوں والے قرآن سے حروف نظر نہیں آتے۔ اب دیکھو یہ جنت کہاں سے پیدا ہوئی۔ اس کے دل میں جنت تھی اس لئے باوجودیکہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اس کے دل میں کسی چیز کی خواہش پیدا کرنی چاہی۔ پھر بھی پیدا نہ ہوئی۔ پس خدا نے اسے

دنیا میں ہی جنت

دے رکھی تھی۔ دراصل

خواہشات کی زیادتی

دوزخ ہے جنت یہی ہے کہ دل میں اطمینان ہو۔ یہ جنت ہر شخص کے قبضہ میں ہے۔ اور جو چاہے اسے لے سکتا ہے امیر بھی لے سکتا ہے اور غریب بھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بعض امیر صحابی تھے جو قربانیاں کرتے تھے جس طرح آج کل بھی بہت سے امیر ہیں جو اخلاص سے قربانیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ اور ان کے دل غریبوں سے کم مطمئن نہیں اس وقت بھی ایسے لوگوں کو دیکھ کر غریبوں نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ ظاہری تکلیفیں تو ہیں ہی۔ لیکن ہم سمجھتے تھے کہ جو

دل کا اطمینان

ہمیں نصیب ہے وہ ان کو نہیں۔ اس لئے ہم خوش تھے۔ لیکن اب ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا دل بھی اسی طرح مطمئن ہے جس طرح ہمارا۔ اس طرح یہ دنیا میں بھی آرام میں ہیں اور آخرت میں بھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اخلاص کو دیکھ کر فرمایا آؤ میں تمہیں چند کلمات سکھا دوں۔ اگر ان کا ورد کرو گے تو

پانچ سو سال

پہلے جنت میں جاؤ گے۔ اس پر وہ خوش خوش چلے گئے کچھ دنوں کے بعد انہوں نے پھر شکایت کی کہ یا رسول اللہ وہ کلمات تو امیر بھی پڑھنے لگ گئے ہیں۔ دراصل ان امیر لوگوں کے دلوں میں بھی اخلاص تھا۔ جب انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ سکھائے ہوئے کلمات سنے تو وہ بھی پڑھنے لگ گئے۔ جب آپ کے پاس شکایت کی گئی تو آپ نے فرمایا۔ اگر کسی پر اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہو رہا ہو تو میں اسے کس طرح روک سکتا ہوں۔ پس جنت صرف غریبوں کے لئے ہی نہیں بلکہ امیروں کے لئے بھی ہے۔ جب قربانی اور اخلاص سے انسان

جنت کا وارث

ہو سکتا ہے تو یہ قربانی اور اخلاص جو بھی دکھائیگا۔ جنت کا وارث ہو جائیگا۔ خواہ امیر ہو یا غریب۔ اور قرآن مجید میں تو

مسیح موعودؑ کے زمانہ کی

علامت بیان کی گئی ہے کہ واذا الجنۃ ازلفت۔ یعنی اس زمانہ میں جنت قریب کی جائیگی میں سمجھتا ہوں کہ اس کا صحیح ترجمہ وصیت ہی ہے۔ یعنی مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جنت اس طرح قریب کر دی جائیگی کہ لوگوں کو یقین ہو جائیگا۔ کہ فلاں کو جنت مل گئی۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ وہ قربانیوں سے اخلاص سے اور

نیک نمونہ

سے لوگوں پر اثر ڈالیں۔ اپنے ہاتھوں اور زبان کو قابو میں رکھیں۔ لڑائی بھڑائی چھوڑ دیں نفس کو قابو میں رکھیں اور لوگوں کو یہ نمونہ دکھائیں کہ جب کوئی شخص احمدیت میں داخل ہوتا ہے تو وہ اپنے ہاتھ اور زبان کو اپنے قابو میں رکھ کر نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے ہمسائیوں کے لئے بھی جنت پیدا کر دیتا ہے۔ کیا بد قسمت وہ انسان ہے۔ جس کے پاس جنت ہو مگر وہ خود بھی جہنم میں پڑا ہوا ہو۔ اور دوسروں کو بھی تکلیف میں مبتلا رکھتا ہو پس اکڑباز ہونا لٹھ باز ہونا اور لوگوں پر اپنی حکومت جتانا۔ یہ کوئی عزت کی بات نہیں ہوتی۔ ایسے

لٹھ باز

کے سامنے گو کمزور لوگ کچھ نہ کہہ سکیں۔ اور جب ایسا شخص سامنے آئے۔ تو السلام علیکم بھی کہہ دیں لیکن پیٹھ پیچھے کہینگے اس پر خدا کی لعنت ہو۔ یہ بہت ہی برا آدمی ہے پس لٹھ باز ہونے میں بڑائی نہیں۔ بلکہ خدا کے لئے قربانی کرنے اور لوگوں پر

شفقت اور احسان

کرنے میں بڑائی ہے ملنے والوں سے بد کلامی نہ کرو۔ میٹھی گفتگو کرو کیونکہ یہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان سے اپنا دل بھی صاف رہتا ہے اور دوسروں کا بھی۔ اور جوں جوں

دلوں کی صفائی

ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بھی زیادہ نازل ہوتی ہیں

ناظر صاحب بیت المال کا نوٹ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ احباب کو خاص طور پر سنایا جائے۔ اور اس پر عمل کرانے کے لئے ایک ایسا انتظام کیا جائے۔ کہ کوئی احمدی بھی اس کی تعمیل میں کوتاہی نہ کرنے پائے اور اپنے اس انتظام اور کوشش سے مجھے بھی مطلع فرمائیں تا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور اس ضروری خطبہ کی تعمیل میں اور جماعتوں کی خدمات کے ساتھ آپکی کوششوں کو بھی پیش کیا جا سکے۔

یہ کام فوری ہے اس میں تاخیر مطلق نہ کی جائے جن دوستوں کو یہ خطبہ کسی ذریعہ سے بھی پہونچے ان کا فرض ہے کہ اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی جن کو یہ خطبہ انہیں ملا۔ ضرور پہونچا دیں اور اس کی تعمیل میں سب دوست ایکدوسرے کے لئے محرک اور ممد و معاون بنیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

آسمان طبابت پر عالیجناب شمس الاطباء کی تو پاشیاں

مخزن حکمت یا گھر کا ڈاکٹر و حکیم

طبع ہفتم مصنفہ جناب شمس الاطباء حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی خانصاحب اس کتاب میں ہر مرض کے اسباب - علامات - ماہیت - اقسام تشخیص - وانجام مرض وغیرہ لکھنے کے بعد علاج شافی یونانی و ڈاکٹری اور یورپ و امریکہ کی بہترین پیٹنٹ (Patent) ادویات میں تحریر کیا ہے - حجم ہر دو حصہ ۲۳۰۰ صفحات قیمت بلا جلد ہر دو حصص دس روپیہ مجلد گیارہ روپیہ آٹھ آنے (رعایتی قیمت ہر دو حصہ مجلد دس روپیہ) علاوہ محصولڈاک

میٹریا میڈیکا معہ مجربات ڈاکٹری

طبع چہارم اس کتاب میں تقریباً تین ہزار مفرد و مرکب ڈاکٹری ادویات کا بیان نیز یورپ امریکہ کے نامور ڈاکٹروں کے مختلف امراض کے سات سو مجرب نسخہ جات درج ہیں - قیمت جلد اول بلا جلد پانچ روپے چار آنے مجلد چھ روپے جلد دوم بلا جلد ... مجلد ...

مخزن مرکبات معہ علم دواسازی

اس کتاب میں تمام جدید مرکبات کے صحیح منتخب و مستند نسخہ جات بمعہ ترکیب درج کئے گئے ہیں اور نیز ان کے فوائد و خواص و مقدار خوراک اور ترکیب استعمال بھی درج ہیں اور کتاب کے آخر میں ضمیمہ علاج الامراض بھی دیا گیا ہے ضخامت ۴۸۰ صفحات قیمت بلا جلد دو روپے آٹھ آنہ مجلد تین روپے

مخزن الجواہر یا طبی و ڈاکٹری لغات

اس کتاب میں تقریباً چودہ ہزار عربی فارسی کی قدیم و جدید طبی اصطلاحات درج ہیں علاوہ ازیں چھ ہزار انگریزی - ڈاکٹری اصطلاحات ہیں - حجم ۱۱۰۰ صفحات قیمت بلا جلد پانچ روپے بارہ آنے مجلد چھ روپے آٹھ آنے (رعایتی قیمت مجلد ...)

ہیومن اناٹومی و فزیالوجی یا تشریح انسانی و منافع الاعضاء

طبع سوم اس کتاب میں تشریح کے علاوہ اطباء یونانی و ڈاکٹری کے اکثر اختلافی مسائل پر بحث کی گئی ہے - حجم ۲۳۲ صفحات قیمت بلا جلد ... مجلد ...

تاریخ الاطباء

اس میں مشرق و مغرب کے متقدمین متاخرین مشاہیر الاطباء یعنی ڈاکٹروں حکیموں ویدوں کی زندگی کے حالات اور طبی خدمات و مجربات درج ہیں حجم ۹۰۰ صفحات قیمت بلا جلد ... مجلد ... (رعایتی قیمت مجلد ...)

مخزن العلاج یا طب جیلانی

عنقریب دوبارہ شائع ہونے والی ہے - اس میں ہر مرض کی مکمل تشخیص علامات و اسباب مع علاج المفردات و مرکبات و مجربات اور آخر میں اقوال الحذاق درج ہیں - قیمت جلد اول بلا جلد ... مجلد ...

ملنے کا پتہ:- طبی کتب خانہ جناب شمس الاطباء بھاٹی گیٹ لاہور

نوٹ:- کتب خانہ کی طرف سے ایک طبی ڈاکٹری ہومیوپیتھک و ویدک رسالہ کا بہت جلد اجرا ہونیوالا ہے جس کا سالانہ چندہ ایک روپیہ ہوگا - جو اصحاب پہلے اپنے نام درج رجسٹر کرالیں گے ان سے صرف بارہ آنے لئے جاویں گے - نیز جو اصحاب اجراء سے پہلے مخزن حکمت مکمل یا میٹریا میڈیکا مکمل خریدینگے ان کے نام ایک سال کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا - جو اصحاب ڈیڑھ صد اعلیٰ درجہ کے حکیموں ڈاکٹروں اور ویدوں کے پتے بھجوائیں گے - ان کے نام بھی ایک سال کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا - (مینیجر)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شملہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مسٹر ویجوڈ بن وزیر ہند نے گول میز کانفرنس کا ایک اور مختصر اجلاس نومبر کے وسط میں منعقد کرنیکا فیصلہ کرلیا ہے۔ حکومت کا خیال ہے کہ ایسا کرنے سے وہ آئینی ترقی کی تجاویز کے متعلق لبرلوں اور ماڈریٹوں کی حمایت حاصل کرسکیگی۔ معلوم ہوا ہے کہ مندوبین کے ناموں کا انتخاب عمل میں آرہا ہے اور عنقریب اعلان کردیا جائیگا۔

گرٹھ شنکر کے دو مشہور پہلوان ددلا اور فضل آج کل امریکہ میں کشتی لڑنے کے ارادہ سے پہنچ گئے ہیں۔ اور عنقریب مشہور امریکن پہلوانوں سے ان کی کشتی ہوگی۔

صوبہ بہار کے گورنر سر گرفتہ عنقریب رخصت پر جارہے ہیں۔ ان کی جگہ مسٹر لنگھم قائم مقام گورنر ہونگے۔

بمبئی گورنمنٹ گزٹ میں بمبئی میں روئی کے کاروبار کی بہتر نگرانی کے لئے ایک مسودہ قانون شائع ہوا ہے۔ غرض یہ بیان کی گئی ہے کہ چونکہ ایک لمبے عرصہ سے منڈی میں بیوپار بہت بے قاعدہ ہورہا ہے اور سوداگروں کے کاروبار میں مداخلت ہورہی ہے اس لئے اس کے انسداد کے لئے یہ بل کونسل میں پیش کیا جائیگا۔

مسٹر ایس پی کیلکر نے ۲۷ اگست کو پونہ میں اچھوتوں کے لئے ایک ٹیکنیکل سکول کا افتتاح کیا۔ تقریر کے دوران میں آپ نے اچھوتوں سے اپیل کی کہ وہ تعلیم حاصل کریں

پنجاب گورنمنٹ کا سکرٹریٹ ۱۰ اکتوبر کو شملہ میں بند ہوکر ۱۹ اکتوبر کو لاہور میں کھلیگا۔

جنیوا میں ستمبر کے مہینہ میں لیگ آف نیشنز کی کونسل کا اجلاس ہونے والا ہے۔ مسٹر ڈی ویلرا لیگ کی صدارت کرینگے۔ اگر اس وقت تک آئرلینڈ اور انگلستان کے جھگڑے کا فیصلہ نہ ہوسکا۔ تو مسٹر ڈی ویلرا یہ سوال لیگ کے اجلاس میں اٹھائیں گے۔

سی پی کونسل ناگپور نے گورنمنٹ کی مخالفت کے باوجود ۲۷ اگست کو جیلوں میں قیدیوں سے مبینہ بدسلوکی پر بحث کرنے کے لئے تحریک التوا پیش کرنے کی اجازت دیدی۔ تحریک کے مخالف و موافق تقاریر سننے کے بعد ہاؤس نے اسے نامنظور کردیا۔

میڈرڈ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ جنرل سنجر جو کی سزائے موت کو منسوخ کرانے کے لئے لوگوں میں زبردست ایجی ٹیشن شروع ہوگیا ہے۔ سرکردہ سیاست دانوں۔ اور اخبارات نے بھی اس میں حصہ لیا۔ ۲۶ اگست کو کابینہ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ جنرل سنجر جو کو سزائے موت کی بجائے عمر قید کی سزا دی جائے۔ صدر نے کابینہ کی اس سفارش کو منظور کرلیا ہے۔

پنجاب وٹرنری کالج لاہور کے متعلق ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ یہ کالج ۱۴ ستمبر ۱۹۳۲ء کو کھلے گا۔ داخلہ کے لئے درخواست چھپے ہوئے فارم پر بھیجنی چاہیئے۔ جو ۵ ستمبر سے پہلے پہلے پرنسپل کے دفتر سے مل سکتا ہے امیدواروں سے پرنسپل حسب معمول ۱۰ ستمبر کو ملاقات کرینگے

ملتان ریلوے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کے دفتر کے ریکارڈ روم میں ۲۶ اگست کو آگ لگ گئی۔ الماری باہر سے مقفل تھی اور ریکارڈ اندر جل رہے تھے۔ پولیس تفتیش کررہی ہے۔

پبلٹی آفیسر کشمیر نے اعلان کیا ہے کہ مسلمانوں پر وعظ کرنے کے متعلق کوئی پابندی عائد نہیں ہے۔ مولوی یوسف شاہ اور مولوی احمد اللہ پر جو پابندی عائد کی گئی تھی وہ فوراً بعد منسوخ کردی گئی تھی۔

کپتان ٹھاکر سنگھ نے ۲۵ اگست کو امرتسر میں ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ میری رائے میں سکھوں کو سوراج کا خیال ترک کرکے حکومت کے ساتھ مل جانا چاہیئے اور اس طرح حکومت کو اس بات کا احساس کرانے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ سکھ صرف اس کی بے اعتنائی کے باعث اس سے علیحدہ ہوئے تھے۔

اوٹاوہ کانفرنس کے برطانوی مندوبین ۲۶ اگست کو لنڈن پہونچ گئے۔ سرکاری حکام میں سے لارڈ سینکی سر سیموئل ہور لارڈ ارون سر ہنری بیٹرٹن اور ملک معظم کا نمائندہ سٹیشن پر موجود تھے۔ وزیر اعظم نے ہر مندوب کے ساتھ ہاتھ ملایا اور سر جان سائمن نے مبارکباد پیش کی۔ ارکان نے بیان کیا کہ اوٹاوہ کانفرنس کی کامیابی عدیم المثال ہے ہمیں یقین ہے کہ جو انتظامات کئے گئے ہیں ان کے ماتحت ملک کے مختلف ممالک میں تجارت حد درجہ ترقی کرجائیگی۔ اور ملک کا ہر حصہ خوشحال ہوگا

گورکھپور کے سشن جج نے ۲۶ اگست کو ۲۷ ہندوؤں میں سے جنہوں نے انتخاب کے ایک قضیہ میں لڑائی کی تھی ۲۳ کو بعبور دریائے شور اور چار کو دو دو سال قید محض کی سزا دی ہے۔

دہشت زدگی کے حادثوں کے انسداد کے مسودہ قانون کے سلسلہ میں جو ستمبر کے آغاز میں بحث کے لئے بنگال کونسل میں پیش ہونے والا ہے تقریباً تین سو ترمیمیں پیش کرنے کا نوٹس دیا گیا ہے۔

مرکزی مجلس وضع آئین میں مسٹر گیا پرشاد سنگھ ۶ ستمبر کو انڈین کھدر کے تحفظ کا مسودہ قانون پیش کرینگے سر سی پی راماسوامی آئر ایک ترمیم پیش کریں گے جس کا مفاد یہ ہوگا کہ بل رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے۔

شملہ سے ۲۹ اگست کی اطلاع ہے کہ لیجسلیٹو اسمبلی کے ۱۳ ستمبر کے اجلاس میں مسٹر گیا پرشاد سنگھ سزائے موت کو منسوخ کرنے کے لئے ایک بل پیش کرینگے۔ اور خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب ایم ایل اے یہ قرارداد پیش کرینگے کہ ایک قانون کے ذریعہ مسلمانوں کے نکاح اور طلاق کے فیصلوں کا اختیار مسلمانوں کو دیدیا جائے اور اس قسم کے فیصلے صادر کرنے کے لئے مسلم فقہاء مقرر کئے جائیں نیز تار ڈاک اور ریل کے کرائے فوراً اس قدر کم کردئے جائیں جتنے وہ جنگ عظیم سے پہلے تھے۔

برازیل میں پچھلے سات ہفتوں سے سول جنگ شروع ہے۔ جس میں پچاس ہزار فوجی سپاہی شامل ہیں۔ غیر سرکاری حلقوں کا بیان ہے کہ اس وقت تک دس ہزار آدمی ہلاک ہوچکے ہیں۔

ہز ایکسیلنسی سر جافری ڈی مونٹ مورنسی گورنر پنجاب کو چونکہ تاحال کامل صحت نہیں ہوئی اس لئے معلوم ہوا ہے کہ آپ مزید دو ماہ کی رخصت لینگے اور ہز ایکسیلنسی کپتان سکندر حیات خاں قائم مقام گورنر مزید دو ماہ کے لئے گورنری کے فرائض سرانجام دینگے۔

سٹیٹسمین کلکتہ کے ایڈیٹر پر قاتلانہ حملہ کے سلسلہ میں اس وقت تک دس ہندو گرفتار کئے جاچکے ہیں۔

فیروزپور سے ۲۷ اگست کی اطلاع ہے کہ ایک لاری میں چند قیدی عدالت سے واپس لائے جارہے تھے۔ جن میں دو ایسے بھی تھے۔ جو ۲۷ خون کرچکے تھے۔ انہوں نے جیل کے اندر کسی معاون کے ذریعہ ایک پستول حاصل کرلیا تھا۔ راستہ میں انہوں نے محافظ سپاہیوں پر فائر کرکے انہیں سخت مجروح کردیا۔ اور ڈرائیور کو دھمکا کر لاری ایسی جگہ لے گئے جہاں ان کے لئے دو گھوڑے پہلے سے تیار تھے۔ لاری سے اتر کر ڈرائیور کو بھی زخمی کردیا۔ اور خود گھوڑوں پر سوار ہوکر بھاگ گئے۔ مگر پولیس نے ان دونوں کو گرفتار کرلیا۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی